ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

سید محمود خاور کی سوانح نگاری کا تجزیاتی مطالعہ

AN ANALYTICAL STUDY OF THE BIOGRAPHY OF SYED MAHMOOD KHAWAR

Afsheen Naz
PhD Scholar Department of Urdu,Ghazi University, Dera Ghazi khan.
Ateeq Ur Rehman
PhD Scholar Department of Urdu,Ghazi University, Dera Ghazi khan.
Dr. Munawar Amin (Corresponding Author)
Assistant Prof. University of Southern Punjab Multan.
drmunawaramin143@gmail.com

Abstract:
Syed Mahmood Khawar is a distinguished author in Urdu literature who has rendered valuable services in the fields of history, biography, and literature. His works describe in detail the lives and achievements of historical personalities, introducing readers to significant figures and events of the past.
Some of his major works include "Owlin Shaheed Aazadi Tapo Saltan", Ehead Saaz Hastiyan "," Asar lakhnawi shakhsiyat o fan", and " Minar Azmat o Rafat". In these writings, he has shed light on the lives of historical and literary figures, their contributions, and social issues.
Moreover, he did not limit his work on personalities but also incorporated certain significant events of historical importance. Consequently, Syed Mahmood Khawar initiative proved to be immensely beneficial and effective for younger generations.
His contributions to the field of biographical writing cannot be forgotten. He possessed a profound historical awareness and conducted an in-depth study of historical personalities, their achievements, and contributions. Through his books and articles, readers gain vivid glimpses of our history and culture. Additionally, the captivating narrative style and the use of well-chosen, appropriate vocabulary in his works distinguish him from other writers. Books adorned with beautiful images of historical sites and monuments remain a distinctive hallmark unique to Syed Mahmood Khawar. Such elements are rarely encountered in the writings of other authors within Urdu literature.

Keywords:
History, Civilization, Radiant, Distinguished Personalities, History of Consciousness, Authentic, Autonomy, Patchwork, Style.

لفظ "سوانح" سانحہ کی جمع ہے۔ سانحہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی ظاہر ہونے والا یا پیش ہونے والا وقوعہ اور ماجرہ کے ہیں عام طور پر ناپسندیدہ اور وحشت انگیز واقعہ کو سانحہ کہا جاتا ہے۔ لیکن سوانح نگاری کی اصطلاح میں اس کے لغوی معنی کا اعتبار کیا گیا ہے۔ لغوی اعتبار سے سوانح کا مطلب "واقعات" یا "حادثات" ہیں جو کہ سانحہ اور حادثہ کی جمع کے طور پر مشتمل ہے اس کے علاوہ اصطلاحی طور پر لفظ سوانح سے مراد کسی شخص کی زندگی کے حالات و واقعات ہیں۔

سوانح نگاری ایک بیانیہ صنف ہے۔ زندگی کے واقعات و حالات کو تاریخ اور ترتیب سے لکھنا سوانح نگاری ہے۔ کسی بھی نامور شخص کی زندگی کے حالات و واقعات تفصیل کے ساتھ ایک کتاب میں پیش کرنے کا فن سوانح نگاری کہلاتا ہے۔ سوانح نگاری میں کسی بھی مشہور شخص کی زندگی کے محاسن اور معائب دونوں بیان کیے جاتے ہیں۔

سوانح نگاری (Biography) ایک ادبی صنف ہے جس میں کسی معروف شخصیت کی زندگی کے حالات، واقعات اور کارناموں کو تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے۔ اس میں اُس شخص کی پیدائش، خاندان، تعلیم، مشاغل، عادات و اطوار، اخلاق اور وفات تک کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا جاتا ہے۔ معروف و مشہور شخصیات کا انتخاب کیا جاتا ہے جن کی زندگی میں دوسروں کے لیے دلچسپی اور سبق موجود ہو۔ یہ اسی لیے بھی ضروری ہے کہ ماضی کی وہ شخصیات جن کو ہم بھول چکے ہیں انہیں دوبارہ یاد کیا جاسکے اور انہیں خراج عقیدت پیش کیا جائے۔ سوانح نگاری تاریخ نویسی اور تحقیق کی بھی ایک قسم ہے یہ ایک طرح سے تاریخی دستاویزات کا کام بھی کرتی ہے۔ اس کے علاوہ سوانح نگاری ادیبوں کا امتحان بھی ہے کہ وہ زندگی کے واقعات کو کتنی فنی مہارت کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

کسی فرد کی داستانِ حیات کو بھی سوانح نگاری کہا جاتا ہے۔ سوانح نگاری کسی شخصیت کی زندگی کا تحریری قصہ ہوتا ہے عام طور پر اہم واقعات کامیابیوں اور ذاتی تجربات پر توجہ مرکوز کرتا ہے کسی بھی شخصیت کی زندگی کے حالات وواقعات کا ادبی طور پر تحریر کرنا سوانح نگاری ہے۔ عام طور پر سوانح نگاری کا موضوع کسی ایسی شخصیت کو بنایا جاتا ہے جس سے ادبی، سیاسی یا سماجی سطح پر کوئی بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہو۔ لیکن سوانح نگار صرف شخصیت کو ہی موضوع نہیں بناتا بلکہ اس دور کے ادبی سیاسی اور سماجی حالات کو بھی موضوع بنایا جاتا ہے۔ سوانح نگاری غیر افسانوی نثر کی ایک ایسی صنف ہے جس کا تاریخ سے بہت گہرا تعلق ہے ایک زمانے تک تاریخ، تذکروں، سیرت کی کتابوں اور سوانح کو ایک ہی سمجھا جاتا رہا۔

سوانح نگاری سے مراد کسی شخص کی زندگی کے حالات وواقعات کا بیان ہے۔ سوانح نگاری اصناف ادب میں سے ہی ایک صنف ہے جس میں کسی فرد کی زندگی کے واقعات اور حالات اس کی پیدائش سے لے کر موت تک ادبی پیرایا اظہار میں بیان کیے جاتے ہیں سوانح دراصل اس شخص کے کارناموں ذہنی اور جسمانی ارتقاء کا تفصیلی اظہار ہے۔ اردو کے مختلف محققین نے سوانح نگاری کی مختلف تعریف کی ہے ڈاکٹر پروازی نے سوانح نگاری کے ضمن میں فلپ گیدلا کا یہ دلچسپ قول نقل کیا ہے۔ بقول ڈاکٹر پروازی:

> "سوانح نگاری ایک ایسا علاقہ ہے جس کے شمال میں تاریخ جنوب میں افسانہ نگاری۔ مشرق میں تعزیت نگاری اور مغرب میں کوفت اور ناگواری کے علاقے پائے جاتے ہیں۔"(1)

سوانح نگاری کو تاریخ نویسی اور تحقیقی دستاویز کی ایک ذیلی قسم بھی شمار کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں کسی شخصیت کے تاریخی حالات وواقعات پیدائش سے لے کر موت تک کے واقعات کو خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ مولانا الطاف حسین حالی "حیات سعدی" کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:

> "مشہور آدمیوں کا حال لکھنا جس کو یونانی میں بیوگرافی اور عربی میں ترجمہ یا تذکرہ کہتے ہیں کم و پیش قدیم زبان سے چلا آرہا ہے۔ اگرچہ اس وقت زیادہ تر بہادروں کے معرکے اور دیوتاؤں کے کرشمے لوگوں کو اکثر زبانی یاد ہوتے تھے جو کہ مناسب موقع پر بیان کیے جاتے تھے۔ یہودیوں کے ہاں قدما کی سرگزشتیں بھی لکھی جاتی تھیں یہودیوں کے بعد یونانیوں اور رومیوں نے اس طرف توجہ دی ۔ چنانچہ یونان کے مشہور بیوگرافر پلوٹارک کی بھی بیوگرافی جو دوسری صدی عیسوی میں لکھی گئی وہ ممتاز اور برگزیدہ ہے۔"(2)

اردو میں سوانح نگاری کا آغاز دکن سے ہوا۔ اردو زبان میں سوانح نگاری کے اولین نقوش اور دھندلے دھندلے خدوخال دکنی مثنویوں میں ملتے ہیں اس دور میں مثنوی سب سے اہم اور مقبول صنف سخن کے طور پر ابھرتی رہی۔ چنانچہ دکنی شعراء نے بکثرت مثنویاں لکھیں۔ جو کہ مختلف موضوعات مثلاً سیرت، مناقب، تاریخ، مذہب تصوف اور عشق وعاشقی سے متعلق ہیں ان میں تاریخ منقبت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں سے تعلق رکھنے والے مثنویوں میں سوانح نگاری کے کچھ عناصر پائے جاتے ہیں اس دور میں نصرتی نے اپنے والد اپنے مربی علمی عادل شاہ اور دیگر شخصیتوں کی سیرت وسوانح نہایت عمدگی سے بیان کی۔ ان کے علاوہ رومی، ذوقی اور دیگر شعراء مثنوی نگاروں نے بھی اس صرف توجہ کی۔

اس کے علاوہ ابراہیم عادل شاہ کی زندگی پر لکھی گئی مثنوی "ابراہیم نامہ" اور ملاوجی کی مثنوی "کتب مشتری" خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

اردو ادب کے دیگر اصناف کے مقابلے میں سوانح عمری کی عمر کچھ زیادہ نہیں ہے۔(1858ء) سے لے کر قبل اردو نثر عمدہ طفولیت میں تھی۔ اسی دور میں سوانح نگاری کا آغاز ہو چکا تھا۔ اردو زبان کی یہ خوش قسمتی ہے کہ سرسید احمد خان کے زمانے میں ہر لحاظ سے سوانح عمریاں اردو ادب میں وجود آچکیں تھیں۔ یہ حقیقت کسی سے پوشیدہ نہیں کہ ہر صنف ادب کی طرف سوانح نگاری کے فن میں بھی اردو ادب نے ابتداء میں عربی و فارسی کا تتبع کیا۔ سوانح نگاری کی اہم اور قدیم شاخ سیرت نگاری تھی۔ مسلمانوں نے سب سے پہلے فن سوانح نگاری کو فروغ دیا۔

سرسید احمد خان کی تحریک کے تحت اردو میں باقاعدہ سوانح نگاری کا آغاز ہوا۔ مغربی اثرات کے نفوذ کے بعد اردو ادب میں سوانح نگاری کی ابتدائی کوششوں میں کسی حد تک مناظرانہ رنگ پایا جاتا ہے۔ اردو ادب میں مولانا الطاف حسین حالی وہ شخصیت ہیں جن کو اردو کے اولین نقاد ہونے کے ساتھ ساتھ اولین سوانح نگار ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ ان کی سوانح عمریاں خصوصاً "حیات جاوید" اردو ادب میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ حقیقی معنوں میں یہی اردو کی پہلی باضابطہ اور باقاعدہ سوانح عمری ہے۔ "حیات جاوید" سے پہلے حالی کی تصنیف پردہ دو سوانح عمریاں "حیات سعدی" اور "یادگار غالب" منظر عام پر آچکی تھیں۔ اس کے بعد حالی اور شبلی کی معاصرین میں جن حضرات نے سوانح نگاری کے میدان میں طبع آزمائی کی۔ ان کے میں زکاء اللہ، نذیر احمد، چراغ علی اور عبدالحلیم شرر وغیرہ کے نام اہم ہیں۔

مولوی ذکاء اللہ کی اہم تصنیف ہیں۔"تاریخ ہندوستان" جو کہ 10 جلدوں پر مشتمل ہے۔ جس میں "آئن قیصری" "ملکہ وکٹوریہ" کی سوانح شامل ہیں۔ دارالمصنفین کے سوانح نگاروں نے حالی اور شبلی کی روایت کی آبیاری میں علمی ولولے کے ساتھ حصہ لیا۔ سید سلمان ندوی نے سیرت النبی ﷺ کی تدوین و تکمیل کرنے کے ساتھ ساتھ حیات مالک، سیرت عائشہؓ اور حیات شبلی لکھ کر سوانح نگاری کی روایت کو آگے بڑھایا۔

بیسویں صدی کے ابتدائی عشروں تک اردو ادب میں سینکڑوں سوانح عمریاں وجود میں آچکی تھیں۔ غالب کے تعلق سے تین اہم سوانح حیات بیسویں صدی کی چوتھی دہائی میں سامنے آئیں۔ غلام رسول مہر کی "غالب" شیخ محمد اکرم کی سوانح عمری "غالب نامہ" اور مالک رام کی "ذکر غالب" مالک رام کی "تحقیقی کاوش" "ذکر غالب" (1938ء) اپنے دور اور غالب کی سوانح عمریوں میں قابل لحاظ سے بلاشبہ یہ ایک محققانہ مسرت بخش مختصر مگر جامع سوانح عمری ہے۔ اقبال کی سوانح عمریوں میں ڈاکٹر عبدالسلام خورشید کی "سرگزشت اقبال" سید نذیر نیازی کی "دانائے راز" محمد حنیف شاہد کی "مفکر پاکستان" اور ڈاکٹر جاوید اقبال کی اپنے والد محترم ڈاکٹر علامہ محمد اقبال پر لکھی گئی "زندہ اور" اردو کے سوانحی ادب میں گراں قدر اضافہ ہے۔

آزادی ملنے تک اردو میں متعد سوانح عمریاں لکھی گئیں۔ شبلی کے حلقہ اثر سے تعلق رکھنے والے مصنفوں نے شبلی کے اندازِ سوانح نگاری کا کو جاری رکھا۔ ان میں سب سے اول سید سلمان ندوی ہیں جنھوں نے "رحمت عالم" "حیات امام مالک" "سیرت النبی" (آخری چار جلد) اور عمر خیام جیسی سوانحی تصانیف سے اردو کا دامن مالامال کیا۔ شبلی کے ایک اور شاگرد مولانا عبد السلام ندوی نے "فقرائے اسلام" "سیرت عمر بن عبد العزیز" اور اقبال کامل، تین سوانح عمریاں لکھیں۔ اس دور میں حبیب الرحمان خان شیروانی نے متعدد سوانح عمریاں لکھیں جن میں "ذکر جمیل" "تذکرہ بابر" اور "سیرت الصدیق" جیسی اہم سوانح عمریاں لکھیں۔ سلسلہ ندویہ کے اکرام اللہ ندوی نے "وقار حیات" کے نام سے نواب وقار الملک کی سوانح حیات لکھی۔

سید محمود خاور کا تعلق ایک ممتاز علمی، سیاسی و ادبی گھرانے سے تھا۔ سید محمود خاور ایک بہت ہی قابل تعریف ادبی شخصیت تھے۔ ان کی سوانح نگاری کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ صحافت، شاعری، مضمون نگاری اور نثر نگاری جیسے شعبوں کی طرف مائل ہوئے اور انہی شعبوں سے وابستہ رہے۔ بہت سی کتابوں کے تراجم کیے۔ بچوں کی کہانیاں اور بچوں کے ادب پر لکھا۔ سید محمود خاور کی کہانیاں ہوں یا ادبی خدمات کہیں بھی افہام و تفہیم کا مسئلہ درپیش نہیں ہوتا۔ وہ موضوع کے اعتبار سے انتخاب کے ساتھ طرز اظہار پر بھی گہری نظر رکھتے تھے اور اپنے نظریہ حیات کو پیش کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے تھے اردو ادب میں وہ ایک اہم ادبی شخصیت کے طور پر جانے جاتے ہیں ان کی تحریریں صرف ادبی وفنی خصوصیات کی حامل نہیں بلکہ ان میں اہم معاشرتی وسیاسی شعور بھی ملتا ہے۔

سید محمود خاور 29 مارچ 1945ء کو حیدرآباد دکن انڈیا میں پیدا ہوئے۔ سید محمود خاور کے والد کا نام سید مسعود تھا اور والدہ کا نام خدیجہ بیگم تھا۔ سید محمود کے دادا کا نام سید محمود تھا۔ اس لیے سید محمود کا نام "محمود" ان کے دادا کے نام پر رکھا گیا جبکہ "خاور" ان کا تخلص تھا۔ سید محمود خاور نے ابتدائی تعلیم مدرسہ آئزہ حیدر آباد دکن سے حاصل کی۔ اس کے بعد عثمانیہ یونیورسٹی سے (انگلش اور اردو) میں ایم اے کیا اس کے بعد مشہور شاعر و عالم جامی صاحب کی سرپرستی میں اسے اپنے اور ان سے درس لیتے رہے۔ سید محمود خاور جامی صاحب کو اپنا مثالی سرپرست مانتے تھے۔ ان سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کرتے تھے۔

سید محمود خاور نے حیدرآباد دکن میں مشہور و معروف رسالہ "برگ آوارہ" نکالا۔ اس کے علاوہ حیدرآباد دکن میں "سیاست" اخبار میں کالم لکھنا شروع کر دیا۔ "سیاست" اخبار کے مالک "زاہد علی خان" تھے۔ "زاہد علی خان" سے خاور صاحب کی اچھی اور گہری تھی اور ان سے مرتے دم تک تعلق قائم رہا 1979ء میں خاور صاحب کراچی آگئے اور یہیں پر رہائش اختیار کر لی۔ 1975ء سید محمود خاور پاکستان آئے تو ان کے والد نے ان کا رشتہ اپنے بڑے بھائی مقصود کی بیٹی "دردانہ فاطمہ" سے طے کر دیا۔ 9 مئی 1976ء کو سید خاور اور "دردانہ فاطمہ" کی شادی ہوئی۔ اس کے بعد سید محمود خاور اپنی بیوی کے ہمراہ حیدرآباد دکن چلے گئے۔ 1979ء میں انھوں نے پاکستان مشکل قیام کے لیے ہجرت پاکستان میں ان کو ملازمت بھی مل گئی لیکن سید محمود خاور ہر سال انڈیا جایا کرتے تھے۔

1980ء میں ان کو پاکستان ہی قومیت مل گئی اور یہیں پر سرکاری ملازمت بھی مل گئی اور ساتھ ساتھ "دوشیزہ رسالہ، جاسوسی ڈائجسٹ اور "پیش" رسالہ میں کالم نگاری اور کہانیوں کی ابتدا کی۔ پھر کچھ عرصے بعد انھوں سعودی عرب (ریاض) چلے گئے وہاں ان کو سعودی ایئر لائن آفس میں بڑا عہدہ مل گیا لیکن وہ شاعری اور اردو پر کام بھی کرتے رہے وہاں (سعودی عرب) میں رہتے ہوئے مشاعرے منعقد کروائے اور جلسے کروائے جس میں انڈیا اور انٹرنیشنل معروف شاعر اور ادیب شرکت کرتے تھے۔ اور اسی طرح ان کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہ رہی۔

1987ء میں بطور لیکچرار انہوں نے نیوی کالج میں نوکری شروع کر دی۔ 1993ء سے 1998ء تک خاور صاحب نے کراچی کے سکول میں استاد کے فرائض سر انجام دیے۔ 1998ء میں خاور صاحب نے پی۔ایف کالج شاہراہ فیصل کو جوائن کر لیا اور وہاں اردو کے لیکچرار کی حیثیت سے فرائض سر انجام دیے اور 2003ء میں پی ایف سے ریٹائرمنٹ لے لی۔ اس کے بعد سید محمود خاور ادبی کاموں میں زیادہ وقت گزارنے لگے۔

سید محمود خاور کی تین اولادیں تھیں دو بیٹے اور ایک بیٹی۔ 1978ء میں ایک بڑا بیٹا "سید خضر محمود عرف ٹیپو" پیدا ہوا۔ ٹیپو نام اس لیے رکھا کیونکہ خاور صاحب کو ٹیپو سلطان سے دلی لگاؤ تھا کراچی میں ان کی بیٹی "سیدہ ماہین محمود" عرف شعاع پیدا ہوئیں۔ خاور صاحب اپنی بیٹی پر جان چھڑکتے تھے۔ ہاتھ کے چھالے کی طرح رکھتے تھے۔ سید محمود خاور کا انتقال 24 جولائی 2017ء کو شام 6 بجے کراچی کے ایک ہسپتال میں ہوا۔

سید محمود کو مطالعہ بہت شوق تھا ہر وقت مطالعے میں مصروف رہتے تھے۔ سید محمود نے تاریخ اور تہذیب کا بہت گہرائی سے مطالعہ کیا اس وجہ سے انہوں نے تاریخی شخصیات پر کتابیں لکھیں۔ سید محمود کا تاریخی شعور بہت وسیع تھا۔ ان کو تاریخ سے بہت دلچسپی تھی۔ ماضی کی عظیم اور برگزیدہ ہستیوں پر کتابیں لکھی۔ سید محمود نے شدت سے محسوس کیا کہ ہماری نوجوان نسل مطالعہ کی عادت سے دور ہو رہی ہے۔ سید محمود نے جن تاریخی شخصیات پر کتابیں لکھیں۔ ان کا مقصد صرف ان شخصیات کو خراج عقیدت پیش کرنا نہیں بلکہ سید محمود کے نزدیک یہ کتابیں نوجوان نسل اور ہماری آنے والی نسل کی توجہ تاریخ کی طرف دلانے میں اہم ذریعہ بنیں گی۔ اس طرح نوجوان نسل اپنے اسلاف اور تاریخی شخصیات ان کے کارناموں اہل علم و اہل قلم لوگوں سے بھی آگاہ ہو گی۔ سید محمود کی تاریخ سے دلچسپی کی بنا پر انھوں نے اپنی کتاب "عہد ساز ہستیاں" لکھی، جو کہ سید محمود کی ایسی کاوشوں کا مجموعہ ہے جو مضامین کی صورت میں نوجوان نسل کو تقریباً 30 تاریخی شخصیات سے متعارف کراتی ہے تا کہ آئندہ نسل اس کتاب کے متعلق سے اپنی فوج اور ملی تاریخ کی عہد ساز ہستیوں۔ ان کے کارناموں اور ان کی جدوجہد سے واقف ہو سکیں۔ ڈاکٹر پروفیسر نگار سجاد ظہیر لکھتے ہیں کہ:

> "سید محمود خاور کا اندازِ نگارش دلکش اور روح پرور ہونے کے ساتھ ساتھ سلیس اور رواں
> ہے جس کے باعث قاری کا کتاب چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا اس سلسلے میں سید محمود خاور
> جدت پسند اور مہم جو واقع ہوئے ہیں۔"(3)

سید محمود خاور کی ادبی تصانیف کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ "خورشید احمد جامی شخص و شاعر" 2011ء

2۔ "اثر لکھنوی۔ شخصیت اور فن" 2011ء

3۔ "عہد ساز ہستیاں" (30 عالمی شخصیات پر مضامین) 2010ء

4۔ "ڈاکٹر سیدنا محمد برہان الدین، داؤدی بوہرہ کمیونٹی کے عظیم مذہبی رہنما" (اردو) 2007ء

5۔ "مینار عظمت و رفعت_ نواب محمد اسماعیل خان" 2013ء

6۔ "بے مثال حکمران، ٹیپو سلطان" 2014ء

7۔ "ٹیپو سلطان شہید (بچوں کا ادب)" پاک و ہند میں شائع دو علیحدہ ایڈیشن

8۔ "قیمت عرض ہنر" (خورشید احمد جامی پر مضامین کا مجموعہ)

9۔ "اولمپک گیمز"

10۔ "آداب و اخلاق"

11۔ "انسانی جسم"

12۔ "خوشحال خاندان"

13۔ "جیسی غذا ویسی صورت"

14۔ "برگ آوارہ" ہفت روزہ جامی نمبر

15۔ "اقوام متحدہ کی کہانی" (نیشنل بک فاؤنڈیشن کی انعام یافتہ)

16۔ "ہوائی جہاز کی کہانی" (نیشنل بک فاؤنڈیشن کی انعام یافتہ)

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

17۔"پٹرول کی کہانی"(نیشنل بک فاؤنڈیشن کی انعام یافتہ)

18۔"پٹرول / تیل کی کہانی"(نیشنل بک فاؤنڈیشن کی انعام یافتہ)

19۔"عہد ساز ہستیاں"(جلد دوم۔زیر طبع)

20۔"ابن بطوطہ۔عالمی سیاح اور محقق"(زیر طبع)

21۔"محسن پاکستان ڈاکٹر عبد القدیر خان"(زیر تحریر)

سید محمود نے ماضی کی عظیم ہستیوں کی تاریخ کا گہرائی سے مطالعہ کیا اور پھر ان عظیم ہستیوں کی سوانح اور مضامین لکھے تاکہ نوجوان نسل اور آئندہ نسلیں اس کے مطالعہ سے اپنی قومی اور ملی تاریخ کی عہد ساز ہستیوں سے ان کے کارناموں سے اور ان کے جدوجہد سے واقف ہو سکیں اور اس طرح وہ خود بھی اپنے اندر جذبہ جوش وہمت پیدا کر سکیں جس نے ہمارے عظیم ماضی کو تابناک اور درخشاں بنایا تھا۔سید محمود خاور کی اس کاوش پر ڈاکٹر معین الدین لکھتے ہیں کہ:

> "خاور صاحب کا یہ اقدام خود ان کے ایسے ہی جذبے و جوش کا ایک نمونہ ہے۔۔۔۔جو ہمارے ماضی کی عظیم اور برگزیدہ ہستیوں میں نظر آتا ہے۔ عہد ساز ہستیاں" کی اشاعت نوجوان نسلوں کے لیے بے حد مفید ہے۔"(4)

سید محمود خاور اردو ادب کے نمایاں مصنف ہیں انھوں نے تاریخ، سوانح اور ادب کے میدان میں قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں۔ان کی تصانیف میں تاریخی شخصیات کی زندگیوں اور کارناموں کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، جو قارئین کو ماضی کی اہم شخصیات اور واقعات سے روشناس کراتی ہیں۔

ان کی چند اہم تصانیف میں "اولین شہید آزادی ٹیپو سلطان"، "عہد ساز ہستیاں"، "اثر لکھنوی: شخصیت اور فن" اور "مینارِ عظمت و رفعت" شامل ہیں۔ان تصانیف میں انہوں نے تاریخی اور ادبی شخصیات کی زندگیوں، ان کی خدمات اور معاشرتی موضوعات پر روشنی ڈالی ہے۔

تنقیدی نقطۂ نظر سے، سید محمود خاور کی تحریریں تاریخی واقعات اور شخصیات کی جامع تفصیلات فراہم کرتی ہیں، جو قارئین کو ماضی کی اہم شخصیات اور واقعات سے روشناس کراتی ہیں۔ان کی تحریروں میں تاریخی حقائق کی درستگی اور تفصیلات پر خصوصی توجہ دی گئی ہے، جو ان کی تحقیقی مہارت کی عکاسی کرتی ہے۔ان کی تحریروں میں بعض اوقات بیانیہ انداز زیادہ نمایاں ہوتا ہے، جو بعض قارئین کے لیے موضوع کی گہرائی میں جانے کی راہ میں رکاوٹ بن سکتا ہے۔مزید برآں، ان کی کتب میں تنقیدی تجزیے کی بجائے معلومات کی فراہمی پر زیادہ زور دیا گیا ہے، جو علمی مطالعہ کرنے والوں کے لیے محدودیت کا باعث ہو سکتا ہے۔

سید محمود خاور کی تصانیف اردو ادب میں تاریخی اور سوانحی موضوعات پر ایک اہم اضافہ ہیں، جو قارئین کو ماضی کی اہم شخصیات اور واقعات سے آگاہ کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔سید محمود خاور اردو ادب کے ایک نمایاں نثر نگار ہیں جنہوں نے مختلف موضوعات پر گراں قدر تصانیف پیش کی ہیں۔ان کی نثر نگاری میں تاریخی، سوانحی اور ادبی موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے، جو ان کی علمی وسعت اور تحقیقی دلچسپی کا مظہر ہے۔سید محمود خاور نے اپنی تصانیف میں جو اسلوب استعمال کیا ہے۔ان کی نثر سادہ، رواں اور مؤثر ہے، جو قاری کو موضوع سے جوڑے رکھتی ہے جو ان کی تحقیقی مہارت کا ثبوت ہے۔ان کی کتابیں اردو ادب میں تحقیق اور تنقید کے میدان میں اہم اضافہ سمجھی جاتی ہیں۔

سید محمود خاور کی تحریریں حب الوطنی کے جذبے سے بھرپور ہیں، جو ان کی تصانیف میں نمایاں طور پر جھلکتا ہے۔ خصوصاً ان کی کتاب "ٹیپو سلطان: برصغیر کا اولین مجاہد آزادی" میں انہوں نے ٹیپو سلطان کی حیات اور جدوجہد کو تفصیل سے بیان کیا ہے، جو ان کی وطن سے محبت اور آزادی کے لیے قربانیوں کو اجاگر کرتی ہے۔اس کتاب میں، وہ ٹیپو سلطان کو برصغیر کا پہلا مجاہد آزادی قرار دیتے ہیں، جس نے حریت فکر، آزادی وطن اور دین اسلام کی فوقیت کے لیے اپنی جان نچھاور کی۔

مزید برآں، ان کی دیگر تصانیف جیسے "عہد ساز ہستیاں" اور "اثر لکھنوی: حیات اور کارنامے" میں بھی انہوں نے قومی ہیروز کی زندگیوں اور کارناموں کو اجاگر کیا ہے، جو ان کی حب الوطنی اور قومی شعور کی عکاسی کرتے ہیں۔ان کی تحریریں نہ صرف تاریخی حقائق پر مبنی ہیں بلکہ قوم پرستی اور وطن سے محبت کے جذبات کو بھی پروان چڑھاتی ہیں۔سید محمود خاور کی نثر نگاری میں حب الوطنی کا عنصر نمایاں ہے، جو قارئین کو اپنے وطن کی تاریخ اور اس کے ہیروز کی قربانیوں سے روشناس کراتا ہے۔

سید محمود خاور کی تحریروں میں حب الوطنی کے ساتھ ساتھ روحانیت کا عنصر بھی نمایاں ہے۔اگرچہ ان کی تصانیف زیادہ تر تاریخی اور سوانحی موضوعات پر مرکوز ہیں تاہم ان کی تحریروں میں روحانی پہلو بھی جھلکتا ہے۔مثال کے طور پر "اولین شہید آزادی ٹیپو سلطان" میں انہوں نے ٹیپو سلطان کی جدوجہد کو نہ صرف تاریخی تناظر میں پیش کیا ہے بلکہ اس کی روحانی وابستگی اور ایمان کو بھی اجاگر کیا ہے۔اسی طرح "عہد ساز ہستیاں" میں مختلف شخصیات کی زندگیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے، انہوں نے ان کی روحانی

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

پہلوؤں اور مذہبی عقائد پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ ان کی نثر میں سادگی اور روانی کے ساتھ ساتھ ایک روحانی گہرائی بھی محسوس ہوتی ہے، جو قاری کو محض معلومات فراہم کرنے کے بجائے ایک روحانی تجربے سے گزارتی ہے۔ سید محمود خاور لکھتے ہیں کہ:

> "حضرت بوعبیدہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے طاعون کی موت کو مسلمانوں کے لیے شہادت قرار دیا اور یوں 18 ہجری کو اس شہید کی نماز جنازہ حضرت معاذ بن جبل نے پڑھائی۔ جس میں صحابہ کرام کی ایک بڑی تعداد ن شرکت فرمائی۔ حضرت عمرو بن العاص، حضرت ضحاک بن قیس اور حضرت معاذ نے میت کو قبر میں اتارا۔"(5)

سید محمود خاور کی تحریریں حب الوطنی اور روحانیت کا حسین امتزاج پیش کرتی ہیں، جو قاری کو نہ صرف تاریخی حقائق سے آگاہ کرتی ہیں بلکہ ایک روحانی سفر پر بھی لے جاتی ہیں۔ سید محمود خاور ایک معروف اردو شاعر اور ادیب ہیں جن کی تحریریں متنوع موضوعات اور منفرد اسلوب کی حامل ہیں۔ ان کی شاعری میں الفاظ اور تراکیب کا استعمال نہایت مؤثر اور دلکش ہے، جو قاری کو گہرے تاثرات سے ہمکنار کرتا ہے۔ ان کتابوں میں تاریخی اور ادبی موضوعات پر ان کی گہری بصیرت اور منفرد طرزِ بیان نمایاں ہے۔ ان کی تحریروں میں الفاظ و تراکیب کا چناؤ موضوع کی مناسبت سے نہایت موزوں اور مؤثر ہوتا ہے، جو قاری کو مطالعے میں محو رکھتا ہے۔ سید محمود خاور لکھتے ہیں کہ:

> "سیدنا عبد علی سیف الدین بے نظیر عالم تھے۔ آپ نے علم کی نشوونما میں بہت سے نمایاں کام انجام دیئے۔ موصوف نے علم کے فروغ کے لیے ایک نئی تنظیم قائم کی اور الدرس سیفی کا عظیم الشان مرکز سورت میں قائم کیا جو رفتہ رفتہ علم وحکمت کا فقید المثال مرکز بن گیا۔ سیدنا عبد علی سیف الدین کے ٹھیک سو سال بعد ڈاکٹر سیدنا طاہر سیف الدین نے بہ نفس نفیس درس و تدریس کی سرپرستی فرمائی اور علم کے نظام کو منظم فرما کر علم کو عروج تک پہنچایا جس کے نتیجے میں علم کا پھیلاؤ عام ہوا۔"(6)

مجموعی طور پر، سید محمود خاور کی تحریریں اردو ادب میں الفاظ و تراکیب کے مؤثر استعمال کی بہترین مثال پیش کرتی ہیں، جو ان کے گہرے مطالعے اور تخلیقی صلاحیتوں کا مظہر ہیں۔ سید محمود خاور کی تحریروں میں عزم و حوصلہ کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے، جو قارئین کو زندگی کی مشکلات کا سامنا کرنے اور ثابت قدم رہنے کی ترغیب دیتی ہیں۔ مثال کے طور پر، ایک مضمون میں وہ ٹیپو سلطان کی زندگی اور جدوجہد پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ٹیپو سلطان برصغیر کے اولین مجاہد آزادی تھے، جنہوں نے حریت فکر، آزادی وطن اور دین اسلام کی فوقیت کے لیے اپنی جان نچھاور کی۔ اس مضمون میں، سید محمود خاور نے ٹیپو سلطان کی جرات، عزم اور حوصلے کو اجاگر کیا ہے، جو قارئین کے لیے مشعل راہ ہے۔ سید محمود خاور کے بقول:

> "ہندوستان میں مغلیہ سلطنت زوال پذیر ہوئی تو دکن میں متعدد چھوٹی ریاستوں نے مرکزیت حاصل کر لی اور ان ریاستوں نے ہوس ملک گیری کے بجائے "ذہن و فکر و قلم وکاوش" کی طرف بھرپور توجہ دی جس کے نتیجے میں عسکری اقتدار کے ساتھ ساتھ یہ ذہنی و فکری چھاونیاں بن گئیں اور تہذیب و تمدن، علم و اب کے مراکز قرار پائیں۔"(7)

ان کی تحریریں معاشرتی مسائل، تاریخ اور ثقافت جیسے موضوعات کا احاطہ کرتی ہیں، اور ان میں عزم و حوصلہ کی اہمیت کو نمایاں کیا جاتا ہے۔ ان کی تحریروں کا مقصد قارئین کو مثبت سوچ اپنانے اور زندگی کی مشکلات کا سامنا کرنے کے لیے حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ سید محمود خاور کی تحریریں انسانی عظمت کے احساس کو گہرائی سے اجاگر کرتی ہیں۔ ان کی تصانیف میں وہ شخصیات اور کرداروں کی زندگیوں کو اس طرح پیش کرتے ہیں کہ ان کی جدوجہد، قربانیوں اور کارناموں سے انسانی عظمت کا شعور بیدار ہوتا ہے۔ مثلاً "عہد ساز ہستیاں" میں وہ مختلف تاریخی شخصیات کی زندگیوں کا احاطہ کرتے ہیں۔ ان کی جدوجہد اور قربانیوں کو اس انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ قاری انسانی عظمت اور قابلیت کا معترف ہو جاتا ہے۔

> "محاصرے نے چار مہینے طول کھینچا۔ اس موقع پر ابو عبیدہ کی دھمکی کارگر ثابت ہوئی، ارطبون راتوں رات فرار ہو گیا اور اہل قلعہ اس شرط پر صلح پر آمادہ ہو گئے کہ خلیفہ

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

المسلمین خود بیت المقدس آکر صلح کا معاہدہ لکھیں۔ حضرت عمر نے اس بات کو منظور فرمایااور حضرت علی کو مدینہ میں اپنا قائم مقام بناکر رجب 21ہجری کو بیت المقدس روانہ ہوئے۔ تمام مسلمان بخوبی جانتے ہیں کہ حضرت عمر کس طرح اپنے غلام اور اونٹ کے ساتھ بیت المقدس پہنچے۔ حضرت عمر نے اپنے ہاتھوں سے عہد نامہ تحریر کیااور اس پر تمام معزز صحابہ اور عمرو بن العاص کے دستخط ثبت ہوئے۔"(8)

اسی طرح "بے مثال حکمران ٹیپوسلطان" میں وہ ٹیپوسلطان کی حیات اور ان کی آزادی کی جدوجہد کو بیان کرتے ہیں۔ اس میں ٹیپوسلطان کی جرات، عزم اور حوصلے کو اجاگر کیا گیاہے جو انسانی عظمت کی بہترین مثال ہے۔ ان کی تحریروں میں منظر کشی اور کردار نگاری اس قدر مؤثر ہے کہ قاری خود کو کہانی کا حصہ محسوس کرتا ہے۔ یہ خصوصیت ان کی تحریروں کو زندگی بخشتی ہے اور قاری کو کہانی میں مکمل طور پر محو کر دیتی ہے۔ سید محمود خاور کی تحریریں انسانی عظمت، عزم اور حوصلے کی داستانیں ہیں، جو قارئین کو مثبت سوچ اپنانے اور زندگی کی مشکلات کا سامنا کرنے کے لیے حوصلہ افزائی کرتی ہیں۔ سید محمود خاور ایک معروف اردو مصنف ہیں جنہوں نے تاریخ، سوانح اور ادب کے میدان میں نمایاں کام کیاہے۔ ان کی تحاریر میں تاریخی شخصیات اور واقعات کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ ذیل میں ان کی چند اہم تصانیف اور ان کے مرکزی کرداروں کا تذکرہ پیش ہے:

"اولین شہید آزادی ٹیپوسلطان" اس میں ٹیپوسلطان کی زندگی اور ان کی جدوجہد کو موضوع بنایا گیاہے، جو برصغیر کے اولین مجاہد آزادی تھے۔

"بے مثال حکمران ٹیپوسلطان" یہ تصنیف بھی ٹیپوسلطان کی حیات اور کارناموں پر روشنی ڈالتی ہے ان کی حکمرانی اور جنگی حکمت عملیوں کا جائزہ لیتی ہے۔

"اثر لکھنوی: شخصیت اور فن" میں معروف شاعر اثر لکھنوی کی زندگی، ان کی شاعری اور ادبی خدمات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیاہے۔

"عہد ساز ہستیاں" مختلف تاریخی اور ادبی شخصیات کی زندگیوں اور کارناموں پر مشتمل مضامین کا مجموعہ ہے، جس میں مصنف نے ان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔

"نواب محمد اسمعیل خان جیسی مافوق الفطرت اور عظیم الشان شخصیات صدیوں میں کہیں پیدا ہوتی ہیں اور صدیوں کی تاریخ پر اپنے انمٹ نقوش ثبت کر جاتی ہیں۔ پاکستان کی نئی نسل کی فلاح و بہبود اور روشن مستقبل کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے اسلاف کے کارناموں کو یاد رکھے اور ایسی عظیم المرتبت ہستیوں کے نام اور کام کو حرزِ جاں بنائے رکے کیوں کہ زندہ قومیں اپنے آباؤ اجداد اور اپنے محسنوں کو کبھی فراموش نہیں کرتیں۔"(9)

"مینارِ عظمت ورفعت" میں نواب محمد اسماعیل خان کی حیات اور تحریک پاکستان میں ان کے کردار پر مرکوز ہے، جس میں ان کی قربانیوں اور خدمات کا تذکرہ موجود ہے۔

سید محمود خاور کی تحاریر میں تاریخی شخصیات کی زندگیوں اور ان کے کارناموں کو تفصیل سے بیان کیا گیاہے، جو قارئین کو ماضی کی اہم شخصیات اور واقعات سے روشناس کراتی ہیں۔ سید محمود خاور کی تحاریر میں عشق و محبت کے موضوعات نمایاں طور پر موجود ہیں۔ ان کی نثری اور شعری تخلیقات میں محبت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔ ذیل میں ان کی چند اہم کتب اور ان میں شامل عشق و محبت کے موضوعات کا مختصر جائزہ پیش کیا گیاہے۔

"اثر لکھنوی: شخصیت اور فن" میں معروف شاعر اثر لکھنوی کی زندگی اور شاعری کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے جس میں ان کی محبت بھری شاعری اور عشق کے موضوعات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ سید محمود خاور اثر لکھنوی کا اندازِ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وہ پیچ و خم ساحل وامواج کا عالم
آئینے میں گیسو کوئی معشوق سنوارے
اک بار نقاب رخ الٹ دی
تھی اور ہی شان انجمن کی

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

منتظر تھیں جلوہ آرائے ازل
شوق خود بینی میں یکجا ہو کے انساں ہو گئیں
انگڑائی جو کہکشاں کو آئی
بھیگی ہوئی رات کسمسائی"(10)

"عہد ساز ہستیاں" یہ کتاب مختلف تاریخی اور ادبی شخصیات کی زندگیوں پر مشتمل مضامین کا مجموعہ ہے، جن میں عشق و محبت کے پہلوؤں کو بھی نمایاں کیا گیا ہے۔ سید محمود خاور کی تحاریر میں عشق و محبت کے موضوعات کو گہرائی اور تفصیل سے پیش کیا گیا ہے جو قارئین کو انسانی جذبات اور تعلقات کی پیچیدگیوں کو سمجھنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ سید محمود خاور کی تحریریں دینی موضوعات پر بھی مشتمل ہیں جن میں انہوں نے اسلامی تاریخ اور مذہبی شخصیات پر روشنی ڈالی ہے۔ ان کی چند اہم تصانیف میں دینی موضوعات کا تذکرہ ملتا ہے۔ سید محمود خاور کے اس مضمون میں "بے مثال حکمران ٹیپو سلطان" کتاب میں ٹیپو سلطان کی حیات اور ان کی جدوجہد کو بیان کیا گیا ہے، جو اسلامی تاریخ کا اہم حصہ ہے۔ "عہد ساز ہستیاں" یہ کتاب مختلف تاریخی اور مذہبی شخصیات کی زندگیوں پر مشتمل مضامین کا مجموعہ ہے، جنہوں نے اسلامی تاریخ میں نمایاں کردار ادا کیا۔

> "حضرت عائشہ صدیقہ سے پوچھا گیا کہ آنحضرت ﷺ کو صحابہ کرام میں سب سے زیادہ کون محبوب تھے؟ حضرت عائشہ نے جواب دیا اول حضرت ابو بکر اس کے بعد حضرت عمر اور اس کے بعد حضرت ابو عبیدہ۔ اسی طرح کے وصال کے بعد خلافت کے لیے حضرت ابو بکر نے دو نام، ایک حضرت عمر اور اس کے بعد حضرت ابو عبیدہ کا پیش کیا تھا لیکن حضرت ابو بکر کی موجودگی میں کسی اور نام متفق ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔"(11)

"مینارِ عظمت و رفعت" اس تصنیف میں نواب محمد اسماعیل خان کی حیات اور تحریک پاکستان میں ان کے کردار کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، جو اسلامی تاریخ کا اہم حصہ ہے۔ "اثر لکھنوی: شخصیت اور فن" اس کتاب میں معروف شاعر اثر لکھنوی کی زندگی اور ان کی ادبی خدمات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے، جن کی شاعری میں دینی موضوعات نمایاں ہیں۔ ان کتب کے ذریعے سید محمود خاور نے اسلامی تاریخ اور مذہبی شخصیات کی زندگیوں کو اجاگر کیا ہے، جو قارئین کو دینی موضوعات سے روشناس کراتی ہیں۔ سید محمود خاور کی تحریروں میں بلند نصب العین کا تصور نمایاں طور پر موجود ہے۔ ان کی تصانیف میں تاریخی اور مذہبی شخصیات کی جدوجہد اور اعلیٰ مقاصد کو اجاگر کیا گیا ہے، جو قارئین کو عظیم مقاصد کے حصول کی ترغیب دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر، ان کی کتاب "بے مثال حکمران ٹیپو سلطان" میں ٹیپو سلطان کی حیات اور ان کی آزادی کی جدوجہد کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب قارئین کو آزادی اور خود مختاری کے بلند نصب العین کی اہمیت سے روشناس کراتی ہے۔

اسی طرح "عہد ساز ہستیاں" میں مختلف تاریخی اور ادبی شخصیات کی زندگیوں اور ان کی خدمات کا تذکرہ موجود ہے۔ یہ شخصیات اپنے اپنے میدان میں بلند مقاصد کے لیے کوشاں رہیں، اور ان کی کہانیاں قارئین کو اعلیٰ نصب العین کی پیروی کی ترغیب دیتی ہیں۔ مجموعی طور پر، سید محمود خاور کی تحریریں قارئین کو بلند نصب العین کی اہمیت اور اس کے حصول کے لیے جدوجہد کی ترغیب دیتی ہیں، جو ان کی تحریروں کا نمایاں پہلو ہے۔ سید محمود خاور کی تحریروں میں مکالماتی انداز کا استعمال نمایاں نہیں ہے۔ ان کی تصانیف زیادہ تر تاریخی اور سوانحی موضوعات پر مشتمل ہیں، جہاں بیانیہ اور تجزیاتی اسلوب غالب ہے۔ مثال کے طور پر، "اولین شہید آزادی ٹیپو سلطان" اور "عہد ساز ہستیاں" میں انہوں نے تاریخی حقائق اور شخصیات کی زندگیوں کو تفصیلی اور تحقیقی انداز میں پیش کیا ہے۔ ان کی نثر سادہ، رواں اور مؤثر ہے، جو قاری کو موضوع سے جوڑے رکھتی ہے، لیکن مکالماتی طرزِ تحریر ان کے اسلوب کا حصہ نہیں ہے۔ سید محمود خاور کی تصنیف "ٹیپو سلطان" ایک اہم تحقیقی اور تنقیدی کاوش ہے جو برصغیر کے عظیم مجاہد آزادی، سلطان فتح علی ٹیپو کی حیات اور کارناموں پر روشنی ڈالتی ہے۔ یہ کتاب گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور کی لائبریری میں موجود ہے۔

ٹیپو سلطان کو برطانوی سامراج کے خلاف جدوجہد اور اپنی غیرت و حمیت کے لیے جانا جاتا ہے۔ انہوں نے اپنی سلطنت کی آزادی اور خود مختاری کے لیے انگریزوں سے طویل جنگیں لڑیں اور بالآخر میدان جنگ میں شہادت پائی۔ ان کی شخصیت اور کارناموں کو اردو ادب میں مختلف شعرا اور ادبا نے خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ مثال کے طور پر، علامہ اقبال نے اپنی نظم "ٹیپو سلطان کی وصیت" میں ان کی جدوجہد اور عزم کو سراہا ہے۔ سید محمود خاور لکھتے ہیں کہ:

"برصغیر میں برطانوی سامراج کا واحد دشمن، عظیم حکمران، بے مثال بطل حریت اور اولین شہید آزادی ٹیپو سلطان ہماری تاریخ کا ایک سنہری اور قابل فخر باب ہے۔ ٹیپو سلطان حقیقی معنوں میں شیر اسلام اور پرچم اسلام کا علمبردار، شجیع و محب وطن اور دیگر متعدد اعلی صفات و خصوصیات کے سبب ہندوستانی تاریخ کا ایسا تابندہ اور مایہ ناز حکمران تھا جس کی پوری اسلامی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی۔"(12)

اس کتاب میں مصنف نے تاریخی دستاویزات اور مستند حوالوں کی مدد سے ٹیپو سلطان کی زندگی، ان کی عسکری حکمت عملیوں، انتظامی اصلاحات اور برطانوی سامراج کے خلاف ان کی مزاحمت کا تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے۔ یہ تصنیف نہ صرف تاریخ کے طلباء بلکہ عام قارئین کے لیے بھی مفید ہے جو ٹیپو سلطان کی حیات اور ان کی جدوجہد کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں۔

سید محمود خاور کارجحان سوانح نگاری کی طرف زیادہ رہا جس کی بڑی وجہ ان کی تاریخی دلچپسی تھی ان دلچپسی کی وجہ سے خاور صاحب کبھی خاموش نہ رہے انہوں نے لکھنے اور پڑھنے کے عمل سے اپنا رشتہ کبھی نہ توڑا مطالعہ ان کا مسلسل جاری رہا جس کی نتیجے میں مضامین کا ایک تسلسل ہے جو منظر عام پر آتا رہتا ہے۔ حیدرآباد فرخندہ بنیاد کے بعد ٹیپو سلطان اور بھی ہمارے عہد ماضی اور تاریخ کا محبوب موضوع رہا اور اس میں بھی ہماری اکابر شخصیات ان کی خدمات اور ان کے کارناموں کو اپنے مضامین میں سمیٹ کر ایک طرح سے انہیں خراج عقیدت اور محبت پیش کرتے رہے اور ان کی تحریروں میں روانی ذخیرہ۔ الفاظ کی فراوانی اور ایسی جاذبیت ہوتی ہے جو کہ قاری کو مسلسل مطالعہ پر حائل رکھتی ہے۔

خاور صاحب کی وہ کتابیں جو کہ انہوں نے بطور سوانح نگار لکھیں ایسی کاوشوں کا مجموعہ ہیں جو کہ مضامین کی صورت میں نوجوان نسل کو ان شخصیات سے متعارف کرانے کے لیے مختلف وقتوں میں لکھتے رہے، شائع کرواتے رہے اور پھر انہی کتابی صورت میں پیش کرتے رہے تاکہ موجودہ اور آئندہ نسلیں ان کے مطالعے سے اپنی قومی اور ملی تاریخ کی عہد ساز ہستیوں سے، ان کے کارناموں اور ان کی جدوجہد سے واقف ہو سکیں اور اس طرح خود بھی اپنے میں وہ جذبہ، جوش اور وہ حمیت پیدا کر سکیں جس نے ہمارے عظیم ماضی کو تابناک اور درخشاں بنایا تھا۔

سید محمود خاور نے سوانح نگاری میں صرف عہد قدیم، قرونِ اولی یا قرونِ وسطیٰ سے متعلق نہیں بلکہ اس میں عہد جدید کے اکابر کا بھی ذکر ہے اور بھی صرف شخصیات نہیں بلکہ بعض اہم واقعات بھی جن کی تاریخی اہمیت ہے ان کو بھی شامل کیا۔ اس لیے خاور صاحب کا یہ اقدام نوجوان نسلوں کے لیے بے حد مفید اور موثر ثابت ہوا۔

سید محمود خاور کی سوانح نگاری کے میدان میں خدمات کو فراموش میں کیا جاسکتا۔ سید محمود خاور گہرا تاریخی شعور رکھتے تھے۔ تاریخی شخصیات ان کے کارناموں میں اور خدمات کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ کیا ان کی کتب اور مضامین میں ہمیں اپنی تاریخ اور ثقافت کی جھلک نظر آتی ہے۔ اس کے علاوہ سید محمود خاور کی کتب میں ان کا دلکش انداز بیاں اور موزوع و مناسب ذخیرہ الفاظ کا استعمال دیگر لکھاریوں سے الگ مقام عطا کرتا ہے۔ تاریخی مقامات وآثار کی خوبصورت تصاویر سے مزین کتب صرف سید محمود خاور کا ہی خاصا ہے۔ اردوادب کے دیگر لکھاریوں کی تحریروں میں یہ سب ہمیں بہت کم نظر آتا ہے۔

خاور صاحب کی تحریروں میں روانی، ذخیرہ الفاظ کی فراوانی اور ایسی جاذبیت ہے جو کہ قاری کو مسلسل مطالعے پر حائل رکھتی ہے۔ سید محمود خاور نے سوانح نگاری کے حوالے سے جتنی بھی کتب لکھیں ان کتب میں انہوں نے ان شخصیات کو بھی یادرکھا جو کہ گمنامی کے اندھیرے میں گم تھیں۔ سید محمود خاور ان شخصیات کو اپنی سوانحی کتب میں منظر عام پر لائے اور ان شخصیات کے لکھے گئے مضامین کو اپنی کتب میں شامل کیا۔

سید محمود خاور کی سوانح نگاری کی بنیادی خوبی یہ ہے کہ ان کی کتب پڑھتے ہوئے قاری کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جس شخصیت کے بارے میں وہ پڑھ رہے ہیں۔ وہ اس شخصیت سے واقف ہیں کیونکہ سید محمود خاور نے رواں اور شگفتہ انداز میں ان شخصیات کی عادات واطوار اور حالات زندگی کے بارے میں ممکنہ دستیاب معلومات فراہم کر کے ان کو کتب کی شکل دی ہے جس کے سبب مستقبل میں اگر ان شخصیات کے بارے میں معلومات درکار ہوں تو نوجوان نسل ان کتب سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ سید محمود خاور نے ان شخصیات سے متعلق ذاتی تجربات، تاثرات اور مشاہدات کے وجہ سے انہیں مزید معتبر بنادیا ہے۔

سید محمود خاور کے رواں دل عزیز اور شگفتہ اسلوب کے باعث قاری مطالعہ کے دوران محو ہو جاتا ہے اور مضمون ختم کیے بغیر اٹھنا پسند نہیں کرتا اور یہی قاری کا سید محمود خاور کے لیے خراج تحسین بھی ہے حالانکہ سوانح نگاری ایک کھٹن کام ہے لیکن سید محمود جیسے منفرد قلم کار نے اس کام کو خوش اسلوبی سے سرانجام دیا اور ہماری تاریخ،

ثقافت کے نامور اور قابل تقلید شخصیات کے بارے میں مختلف کتابیں لکھیں جن پر انہوں نے انعامات و ایوارڈ سے بھی نوازا گیا۔ شالیمار پبلی کیشنز کے مطبوعات پر سید محمود خاور کو آٹھ انعامات سے نوازا گیا جو کہ ایک اعزاز کی بات ہے۔

دراصل سوانح نگاری کا مقصد ہی ہیرو کی زندگی کی ہو بہو تصویر کھینچنا ہوتا ہے۔ تا کہ قاری کے ذہن میں اس کی پوری زندگی نقش ہو جائے۔ ایک سوانح نگار واقعہ نگار بھی ہوتا ہے اسے ہیرو کی زندگی کے روشن اور تاریک پہلو سے محبت نہیں بلکہ اس کا کام سچی مرقع کشی ہے۔ یہی کام سید محمود خاور نے بطور سوانح نگار خوش اسلوبی سے سرانجام دیا ہے ان کی بطور سوانح نگار لکھی جانے والی پہلی کتاب "خورشید احمد جامیؔ- شخصی و شاعر" ہے جس میں نہ صرف سید محمود خاور نے خورشید احمد جامی کی زندگی، ان کی شاعری (خصوصاً غزل کے حوالے سے) اور ادبی خدمات کا ذکر کیا ہے بلکہ حیدرآباد دکن کی تہذیب و ثقافت، تمدن اور لوگوں کے رہن سہن کے حوالے سے تفصیلاً بیان کیا ہے۔ اس کے علاوہ تقریبا 26 محققین و شعراء کے مضامین بھی درج کیے ہیں جو کہ ان شخصیات نے خورشید احمد جامی کی شخصیت، ان کے فن اور شاعری کے حوالے سے ہیں۔

سید محمود خاور نے نواب جعفر علی خان، اثر لکھنوی، پر (اثر لکھنوی شخصیت اور فن) جیسی کتاب لکھی تو اس میں اثر لکھنوی کی شخصیت اور ان کے فن کے بارے میں لکھا بلکہ پوری لکھنوی تہذیب و ثقافت، لکھنو کی زبان اور لکھنوی روایات کی مکمل تصویر کشی کی جس کو پڑھ کر قاری نہ صرف اثرؔ لکھنوی کی شخصیت اور فن سے آگاہ ہوتا ہے۔ بلکہ لکھنو کی تہذیب و ثقافت کے بارے میں معلومات بھی حاصل ہوتی ہیں۔

سید محمود خاور نے (ڈاکٹر سید برہان الدین --داؤدی بوہرہ کمیونٹی کے مذہبی رہنما) میں ڈاکٹر سید محمد برہان الدین کی شخصیت اور ان کی بوہرہ کمیونٹی کے لیے خدمات کو تفصیل سے بیان کیا دنیا میں موجود بوہروی کمیونٹی کی تعداد ان کے رسم ورواج اور پوری دنیا میں بوہرہ کمیونٹی کے مقام پر روشنی ڈالی ہے۔ اردو کے دیگر سوانح نگاروں نے جس شخصیت پر سوانح نگاری کی ان میں زیادہ تر اپنی سوانح نگاری کو شخصیت تک محدود رکھا لیکن سید محمود خاور کی خاصیت ہے کہ انہوں نے نہ صرف اپنے ہیرو کی زندگی پر روشنی ڈالی بلکہ اس دور کے واقعات اور ہیرو کی زندگی کے زمانے کی تہذیب اور حالات کو بھی بیان کیا اس کے علاوہ اس دور کی نایاب تصاویر مختلف عالمی شخصیات کی تصاویر، مقامات کی تصاویر اور ان کی شخصیات کے زیر استعمال رہنے والی اشیاء کی تصاویر بھی اپنی کتب میں درج کیں یہ چیز اردو کی دیگر سوانح نگاروں کے ہاں نہیں ملتی۔

حوالہ جات:

1. عارف وقار، "خود نوشت کا فن اور ڈاکٹر پروازی" بی بی سی اردو ڈاٹ کاٹ لاہور، بروز ہفتہ 3 مئی 2008ء
2. مولانا الطاف حسین حالی، "حیات سعدی"، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی 2004ء، ص 5
3. سید محمود خاور، "اثر لکھنوی (شخصیت اور فن)"، شالیمار پبلی کیشنز، کراچی 2011ء ص 14
4. سید محمود خاور، "عہد ساز ہستیاں"،، شالیمار پبلی کیشنز، کراچی، 2010ء، ص 6
5. سید محمود خاور، "عہد ساز ہستیاں"، شالیمار پبلی کیشنز، کراچی، 2010ء، ص 19
6. سید محمود خاور، "ڈاکٹر سیدنا محمد برہان الدین (وادی بوہرہ کمیونٹی کے عظیم مذہبی رہنما)" شالیمار پبلی کیشنز، کراچی، 2007ء ص 57
7. سید محمود خاور، "عہد ساز ہستیاں"، شالیمار پبلی کیشنز، کراچی، 2010ء، ص 63
8. ایضاً، ص 23
9. ایضاً، ص 105
10. سید محمود خاور، "اثر لکھنوی (شخصیت اور فن)"، شالیمار پبلی کیشنز، کراچی 2011ء ص 47
11. سید محمود خاور، "عہد ساز ہستیاں"، شالیمار پبلی کیشنز، کراچی، 2010ء، ص 17
12. سید محمود خاور، "بے مثال حکمران ٹیپو سلطان"، پیراماؤنٹ بکس پرائیویٹ لمیٹڈ، کراچی، 2015ء، ص 62